

انادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

دعواتِ عبدیت حق
صنط و ترتیب : ادارہ الحق

امام بخاری اور صحیح بخاری

اس سال ۲۷ رجب ۱۴۰۱ھ کو دارالحدیث میں ختم بخاری شریف کی تقریب منعقد ہوئی
جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حسب ذیل ارشادات سے نوازا۔ (ادارہ)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمن
خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔
محترم بزرگو! حدیث اور ترجمہ الباب کی شرح حضرات اساتذہ فرما چکے ہیں۔ میرا پہلے معقول تھا
کہ کچھ کلمات ختم اور افتتاح کے سلسلہ میں عرض کرتا تھا مگر آپ کو معلوم ہے کہ میری بیماری کی وجہ سے جبکہ
آج کچھ اس میں اضافہ ہوا ہے۔ خاص معروضات پیش کرنے کی طاقت نہیں۔ بنیائی کمی اور سینہ کے درد کی
وجہ سے زیادہ بولنے سے قاصر ہوں۔

بہر تقدیر یہ موجودہ اجتماع جو علماء و اساتذہ، فضلاء، طلباء اور عملہ اور بعض معاونین کا ختم بخاری
شریف کے بارہ میں ہے جس کے بارہ میں ہمارے اکثر اکابر کی رائے ہے کہ حل مشکلات کیلئے ختم بخاری کا مجرب
نسخہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مشکلات حل کر دیتا ہے۔

شیخ جمال الدین فرماتے ہیں کہ میرے استاد اثیر الدین فرماتے تھے کہ میں نے زندگی میں ایک سو
بیس مرتبہ مشکلات کے موقع پر اس کا ختم کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہ تمام مشکلات حل فرمادیں۔ ایک دو یا تین
مرتبہ کسی کام کے ہو جانے پر منطقی مزاج شخص تو اسے قضیۃ الفاقیہ قرار دے گا۔ مگر ۱۲۰ دفعہ تجربہ میں تو یہ بات
نہیں ہو سکتی۔ اس کے پڑھنے کی برکت سے قحط اور خشک سالی کا خطرہ باقی امراض طاعون وغیرہ کی آفت
ٹل جاتی ہے۔ بارش کے لئے ختم بخاری باعثِ فیروز برکت ہے۔ حدیث جہاں بھی پڑھی جائے وہاں النوار و
برکات نازل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت سے تلفظ آیات پر منہ سے ایسی شاعری نکلتی ہیں، جیسے
شمسی شاعری شمس سے آتی ہیں۔ اور حدیث شریف پڑھیں تو حدیث کے تلفظ سے النوار و برکات چودہویں

کے چاند کی طرح منتشر ہو رہے ہیں۔ گویا قرآن آفتاب ہے تو حدیث ماہتاب۔ یہ احادیث مبارک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہے کہ ابو طالب نے فرمایا:

د ابيض يستسقى الغمام بوجهه

شمال اليتامى عصمة للارامل

حضرت ابو طالب نے بارش نہ ہونے کی صورت میں حضور کو بچپن میں اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار کے پاس کھڑا کر دیا اور اس نورانی چہرہ کی طفیل و برکت سے بارش کی دمانگی جو غریبوں، یتیموں، بیواؤں کے سر پرست و خیر خواہ ہیں۔ آج بھی الحمد للہ الحمد للہ اس اجتماع میں مختلف مقاصد رکھنے والے حضرات جمع ہوئے ہیں یہ ایک ختم نہیں بلکہ اگر تسلسلہ کا دورہ حدیث ہیں تو تسلسلہ ختم ہیں تو جب ایک ختم سے اللہ تعالیٰ مشکلات حل فرماتے ہیں تو تسلسلہ ختم ہو جانے کے کتنے انوار و برکات ہوں گے۔

حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی بہت بڑے صوفی اور ولی اللہ گذرے ہیں، انہوں نے وصیت فرمائی کہ میرے سکرات اور نزاع کی حالت میں حدیث کی تلاوت شروع کی جائے۔ کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ سکرات موت آسان فرما دے شاگردوں نے اس پر عمل کیا تو حدیث کی تلاوت سے ایسے انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے۔

یہ کتاب امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے کہ احادیث کا ایک صحیفہ اور ایک بڑا ذخیرہ آپ نے جمع فرمایا یہ تقریباً ۶ لاکھ احادیث سے آپ نے بڑے سخت شرائط کے ماتحت منتخب فرمایا۔

ما رواه عدل تام الضبط بسند متصل خاليا من الشذوذ والعلّة - ایسے سخت

اصول و ضوابط۔ پھر یہ بھی کہ ہر راوی طویل المذازمہ مع الشیخ بھی ہو۔ امام مسلم کے نزدیک تو امکان ملاقات کافی ہے۔

امام بخاریؒ کے نزدیک نفس ملاقات ضروری ہے۔ مگر تتبع و استقصاء سے پتہ چلتا ہے۔ کہ امام بخاریؒ نے نفس ملاقات

نہیں بلکہ طویل المذازمہ مع الشیخ سے روایت کرنے پر عمل کیا ہے۔ تو چھ لاکھ احادیث سے آپ نے سات ہزار

دوسو چوبیس احادیث کا انتخاب فرمایا۔ تو جو کتاب چھ لاکھ احادیث کا مغز ہے۔ اور ایسی کڑی شرائط پر جس کے

مؤلف نے پابندی فرمائی۔ اس تعداد میں کمزرات بھی ہیں اسے نکال دیں تو چار ہزار بنتے ہیں۔ اور بخاری کی تعلیقات

جو ہیں وہ بھی مرفوع ہیں۔ اس کا حساب کریں تو ۹ ہزار احادیث امام نے اسی کتاب میں جمع کر دیں۔ پھر تالیف

بھی تسلسلہ سال میں فرمائی۔ جب امام بخاریؒ جیسے ذکی اور نہیم امام جب اسے ۱۶ سال میں جمع کریں تو ہم اگر ۲۰ سال

میں بھی قدرے امور پر واقف ہو جائیں تو یہ بھی غنیمت ہے۔

علامہ الجوزاوری کی رائے ہے کہ تین ہزار چار سو پچاس تو تراجم آپ نے قلمبند کئے۔ اللہ نے دیں کی حفاظت

کا انتظام فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ اللہ نے امام کو بچپن سے فہم و ذکاوت دی۔ بخارا میں حدیث کے درس میں آپ بچپن سے شامل ہوا کرتے۔ اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ ایک ایک درس میں ہزار ہا ہزار کی تعداد میں امراء حکام، تجار، علماء ہر طبقہ کے افراد شرکت کرتے ایسا بھی ہوا کہ حدیث پڑھانے میں منادی و مکتب کی ضرورت پڑ جاتی۔ جیسے نماز میں امام کی تکبیر کے بعد مکتبین ہوا کرتے ہیں کہ پچھلے صفوں میں تکبیر سنی جائے۔ آجکل تو لاؤڈ سپیکر اس کا کام کرتا ہے۔ مگر اس وقت قاری کی آواز نہ پہنچتی تو دوسرا قاری اس طرح تیسرا حدیث اور درس اوروں تک پہنچاتا۔ ایک ایک درس میں چالیس چالیس ہزار قلم دوات گئے گئے۔ تو نہ لکھنے والے واللہ علم کتنی تعداد میں ہوں گے۔

مجلس میں ایک ایک لاکھ افراد بھی شریک ہوئے تو امام بخاریؒ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم حدیث کیلئے پیدا کیا تو بچپن میں شوق پیدا کیا دس سال کے لگ بھگ کم عمر میں بخارا کے ایک محدث کے درس میں شرکت کرتے۔ بچے تھے طلبہ تعجب کرتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ ۹ دن بھر جان تھکاتے ہو۔ جاؤ کہیں کھیلو کودو۔ چودہ پندرہ دن یہی حالت رہی۔ سولہویں دن مذاق کرنے والے طلبہ کو فرمایا کہ میں فضول وقت ضائع نہیں کرتا۔ ان ایام میں کئی ہزار احادیث سنائی جا چکی تھیں۔ اب ان کو آپ نے ایک ایک دن کے حساب سے پڑھنا شروع کیا۔ پھر دوسرے دن کی مثلاً ایک ہزار حدیث۔ الغرض پندرہ دن کی احادیث سنا دیں۔ لوگ حیران رہ گئے۔ پھر اپنے مسودوں کی آپ سے تصحیح کرنے گئے۔ یہ ذہانت اور حافظہ اللہ نے ان کو دیا۔

صحیح مسلم کا انتخاب ۳ لاکھ احادیث سے ہوا ہے۔ سنن ابوداؤد ۵ لاکھ سے اور صحیح بخاری ۶ لاکھ احادیث سے ہوا ہے اس میں تکرار بھی ہے تو حقیقت تکرار نہیں کہ ہو ہو کسی فرق کے بغیر تکرار ہو بلکہ حدیث حدیثی یا اس طرح کا کوئی فرق ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت کعب کی حدیث دس دفعہ آئی ہے۔ تو ہماری نظر میں تو تکرار ہے مگر حقیقت میں ان سب مقامات میں فرق کے ساتھ ہے۔ سند میں یا متن میں یا کسی اور طریقہ سے فرق ہے۔

پھر اتنا اہتمام و عظمت حدیث کہ ہر حدیث کے ترجمہ الباب کیلئے غسل فرمالتے صاف کپڑے پہن لیتے۔ عطر لگا لیتے مراقبہ فرما کر اور اگر حرم شریف میں ہوتے تو رکن و مقام کے درمیان مدینہ منورہ میں ہوتے تو روضہ اطہر کے سامنے مراقبہ ہو جاتے پھر دو رکعت نفل پڑھ لیتے مکمل اطمینان کے بعد اندراج فرماتے تو اگر نو ہزار احادیث و تعلیقات ہیں تو ۹ ہزار دفعہ غسل فرمایا اٹھارہ ہزار رکعت نفل پڑھے۔ یہ عبادت اور عمل صرف تصنیف بخاری کے لئے تھا۔ اب اس اخلاص سے جس کتاب کی تدوین فرمائی۔ تو

بے جا نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتنی مقبولیت دی کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ البخاری - کا درجہ اکثریت نے اسے دیا۔

امام محمد بن احمد مروزی ایک عالم و محدث ہیں فرماتے ہیں کہ میں رکن و مقام کے درمیان ایک دفعہ مراقبہ میں تھا کہ آنکھ لگ گئی۔ دیکھا کہ حضور اقدس ص کی خدمت میں دست بستہ کھڑا ہوں۔ تو فرمایا: اے مروزی کب تک امام شافعی کی کتاب پڑھاتے رہو گے۔ میری کتاب کیوں نہیں پڑھاتے، آپ نے پوچھا آپ کی تالیف کون سی ہے۔ فرمایا۔ الجامع الصحیح لبخاری۔ تو حضور اقدس ص نے اس کتاب کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ حضور خاتم النبیین ہیں نہ یقظۃ میں شیطان تمثیل بشکل ہو سکتا ہے۔ نہ خواب میں ہو سکتا ہے نجم نبوت اور وحی کی حفاظت کی بناء پر یہ انتظامات ہیں۔ تو امام مروزی کی روایت سے حق میں اسے حضور نے اپنی کتاب قرار دیا۔ اس کے ساتھ جو زہد و تقویٰ امام کا تھا جو قناعت تھی وہ بھی بے مثال ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے ڈاکٹروں نے معائنہ کیا۔ قارورہ طبیعوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو کسی راہب کا قارورہ ہے۔ کہ اس میں چکنا چٹ کا اثر ہی نہ تھا۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ امام ایک عرصہ سے صرف بخ کی روٹی پر قناعت کر رہا ہے۔ بغیر گھی وغیرہ کے خشک روٹی۔

اللہ تعالیٰ نے دولت بھی دی تھی مضاربت پر کاروبار چلاتے کسی مضارب نے مال فروخت کیا تو خریدنے والے نے ۲۵ ہزار روپیہ دے لئے کسی نے کہا اُس علاقہ کے حاکم و گورنر کو لکھ دیں وہ وصول کر لے گا۔ وہ آپ کا شاگرد یا معتقد ہے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ آج تو وہ مان کر رقم وصول کر دے گا۔ کل اسکو کوئی ضرورت پڑ گئی تو الان عبد الاحسان۔ کل اس کی خاطر میں کسی ناجائز بات پر دستخط نہ کر دوں تو میں دین کو حاکموں پر فروخت نہیں کر سکتا حکام کا زیر بار نہیں بن سکتا دین کو دنیا پر فروخت نہیں کر سکتا تو مقروض کی شکایت حاکم کو گوارا نہ کی یہ تو معمولی حاکم ہو گا۔ خود حاکم بخاری نے دربار میں طلب کیا کہ اگر بخاری شریف اور کتاب التاریخ مجھے پڑھا دیں۔ کہا: نعم الامیر علی باب الفقیر و سبب الفقیر علی باب الامیر۔ میں دربار میں پیشین پڑھانے آؤں آپ کہیں کہ اب و فدا آیا ہے۔ آج امور مملکت میں مصروف ہیں۔ تو فرمایا میں ایسا نہیں کر سکتا مجھے حدیث کی طلب ہے تو میرے دربار میں آنا ہو گا۔ امیر نے کہا کہ اچھا تو میرے شہزادوں کو جب آپ کے پاس آئیں تو تنہائی میں پڑھا دیا کریں کہ عوام اس مجلس میں شریک نہ ہوں۔ سوات ملا۔ باجوڑ ملا کو ساتھ نہ بٹھائیں اس پر بیڈ میں تو جیسے کفار مکہ کہتے تھے کہ ہم بلال و صہیب و عمار کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا نظروا الذین یدعون ربهم بالعداۃ والعشی (الایۃ) امام بخاری نے فرمایا کہ نہیں اگر کوئی اس مجلس میں بیٹھنا

چاہے تو میں حضور اقدس کے انوار و برکات اور علوم و احادیث میں سبیل نہیں کر سکتا کہ کسی کو محروم کر کے اٹھا دوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو بادشاہ کو لگی لپٹی بغیر جواب دیا۔ بخارا سے شہر بدر کر دئے گئے تو خرتنگ مقام تشریف لے گئے جو سمرقند کے قریب تھا۔ سمرقند کے لوگوں نے بلایا۔ درخواست پیش کی۔ آپس میں بھی ان لوگوں کا اختلاف ہوا کہ امام بخاری آجائیں یا نہیں۔ محمد بن الذہلی ایک عالم تھے جو امام بخاری کو خلق قرآن کے قائل ہونے کی نسبت کرتے تھے کہ ان کی رائے میں لفظی بالقرآن مخلوق ہے۔ حالانکہ امام کا مقصد یہ تھا، کہ ملفوظ تو قدیم قدیم مورد تو قدیم سے کلام نفسی ہے جو غیر مخلوق ہے۔ قدیم تو کلام نفسی ہے۔ اللہ کی صفت ہے۔ اور اس کا ظہور کلام لفظی میں جس پر آپ اور میں تلفظ کرتے ہیں وہ حادث ہے۔ مگر ملفوظ قدیم ہے۔

مقابلہ کا دور تھا۔ امام احمد کی ابتلاء کا دور دورہ تھا۔ کسی نے ہنگامہ اٹھایا۔ اختلاف کرنے والے ہر جگہ ہوتے ہیں اب آپ لوگ علاقوں میں جائیں گے تو اپنے بلاد و اوطان میں اجتماعات میں قبروں پر جماع میں اختلافی مسائل سے گریز کریں مسئلہ حیات انبیاء یا کلام اللہ حادث یا قدیم ہے۔ ایسے مسائل کو عوام کیا سمجھتے ہیں کہ آپ جا کر اسے چھیڑ دیتے ہیں۔ نتیجہ پرانے علماء مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ نیا دہلی کہاں سے آیا وہ مخالف بن جاتے ہیں۔ پھر صحیح مسئلہ بھی اس کا نہیں سنتے تو جہاں امام بخاری گئے غالباً نیشاپور، تو لوگ ملاقات کے لئے ٹوٹ پڑے کسی نے پوچھا کلام مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ آپ خاموش رہے۔ ٹال دیا۔ دوسرے دن پھر یہی مسئلہ چھیڑ دیا۔ آپ پھر بھی خاموش رہے۔ تیسرے دن پھر چھیڑا تو آپ نے مجبور ہو کر اتنا کہا کہ لفظی بالقرآن مخلوق۔ حتیٰ الوسع آپ گریز کرتے رہے۔ یہ نہیں کہ حق ظاہر کرنے سے پہلو تہی کرنی تھی۔ امام ابو حنیفہؒ سے طلبہ نصیحت کا تقاضا کرتے تو آپ نے من جملہ اور نصائح کے یہ بھی کہا کہ گناہوں اور علاقوں میں جاؤ گے تو لوگ مسئلہ دریافت کریں گے۔ تو میرا قول اولاً پیش نہ کریں۔ بلکہ اداۃ اور علماء مثلاً سفیان امام زہری جیسے اکابر کے اقوال پیش کر دیں پھر اگر میرا قول پیش کرنا چاہیں تو اس کے ساتھ وہ بھی پیش کر دیں۔ مگر اولاً مجھے ہدف نہ بنائیں کہ اس پر بحث اور مناظرے چھڑ جائیں۔ امام اعظم کا تبحر علمی ظاہر ہے کہ کتنا عظیم تھا۔ مگر کسی نے ایک مسئلہ میں دریافت کیا تو جواب آپ نے دیدیا۔ سائل نے کہا کہ حسن بصری کی تو یہ رائے نہیں۔ امام اعظم کے منہ سے نکلا کہ۔ اخطا۔ کہ ان کی رائے درست نہیں۔ وہ شخص گالیاں دینے لگا اور کہا: یا ابن الزانیۃ اتخطا الحسن۔ طلبہ یہ دیکھ کر جوش میں آ گئے، آپ نے طلبہ کو روک کر اس معترض کو نرمی سے بلایا پاس بٹھلایا اور سمجھایا کہ حسن بصری کے یہ دلائل ہیں اور اس مسئلہ میں میرے یہ دلائل ہیں۔ اب تم خود اس میں فیصلہ کر لو تو نہ تو اسے ڈانٹنا مارنا نہ پٹیا۔ بلکہ سمجھا دیا۔ تو ہمارے اکابر نے ایسے تحمل اور حلم سے کام کیا حضرت شاہ اسماعیل شہید کی جلالی شان تھی مگر دہلی کی جامع مسجد میں کسی نے

مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا، کسی نے کہا: یا ابن الزانیۃ۔ تو ایسی بات کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے نرمی سے بلا کر اسے کہا کہ میرے والدین کے نکاح کے گواہ موجود ہیں۔ الحمد للہ میں انہیں اب بھی حاضر کر سکتا ہوں۔ ایسے جلالی ہستی کا اتنا تحمل اور بردباری تو امام بخاری کا بھی ایسا ہی تحمل تھا۔ سمرقند نہ گئے جاسدین نے خرتنگ میں بھی پریشان کر دیا اور امام غزالی فرماتے ہیں کہ علماء پر شیطان نے حسد کا جھنڈا لگا کر دیا ہے۔ درتجار پر شیطان نے کذب اور دروغ گوئی کا۔ تو حسد و معاشرت کی وجہ سے امام بخاری پر عرصہ حیات ننگ کر دیا گیا۔ امام نے دعا کی یا اللہ اپنی وسعتوں کے باوجود زمین مجھ پر ننگ ہو چکی ہے اگر آپ کو منظور ہو تو مجھے اپنے دربار میں بلاؤ۔ امام نے چلنے کا ارادہ کیا موزے پہنے۔ چند قدم چلے تھے کہ پسینہ چھوٹ گیا۔ فرمایا اپنے بستر پر بے جاؤ اپنے کمرہ میں لائے گئے۔ عید الفطر جمعہ کی رات ۲۵۶ھ میں آپ کا انتقال خرتنگ میں ہوا جو پہلے جس نام سے بھی تھا۔ مگر وصال کے بعد وہاں جانے والوں کا ایسا ہجوم ہو گیا کہ وہاں جانے کیلئے گھوڑا وغیرہ نہیں مل رہا تھا۔ خر کی سواری بھی اتنی بڑھ گئی کہ خر کی سواری بھی نہ ملتی تو خرتنگ کہلایا وفات کے بعد قبر سے عالم برزخ کی خوشبو پھیلنے لگی یہ احادیث رسول کی خوشبو بھی، دین کی خوشبو بھی۔ ۴ ماہ تک اثرات نمایاں تھے لوگ مزار سے مٹھی بھر بھر کر لے جاتے۔ دن بھر میں قبر گڑھا بن جاتی اور دوبارہ بھری جاتی۔ پھر لوگوں نے دعا کی کہ یا اللہ یہ کرامت اب مستور ہو جائے کہ قبر گڑھا بننے سے محفوظ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بجائے محسوس کے معقول بنا دیا۔ اکتفا عالم برزخ پر کر دیا۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد

وگر نہ من ہمارا خاکم کہ ہستم

میری کوئی خوبی نہیں میں تو وہی خاک ہوں جو تھا۔ خلق الانسان ضعیفاً۔ کہ جمال ہم نشین کہ احادیث کی برکات سے منور تھے۔ بعد الموت اثرات قبر سے بھی نمایاں ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ امام کے درجات اس طرح نہایت عالی اور بلند فرما دے۔

دیکھئے ہمارے فضلاء اب تک تو بڑے اطمینان سے وقت گزار رہے تھے مگر اب جا کر معاش کی نگرانی ہو گئی۔ رہائش قیام شادی کے مسائل سامنے آئیں گے اب تک مدرسہ پر زور تھا۔ تو یاد رکھئے جس اللہ نے ماں کے پیٹ میں رزق دیا ڈھائی سال ماں کے سینہ سے دودھ دلوایا پھر اب تک اس جوانی میں کہ ہر طرح قحط مہنگائی وغیرہ کا دور بھی آیا مگر طلبہ دین علماء و فضلاء کی زندگی اب بھی متوسط لوگوں کے برابر یا اس سے بہتر ہے۔ اب گاؤں جا کر ہفتہ دس دن بعد عزیز واقارب کہیں گے کہ تیار کب تک کھاؤ گے۔ اب نکل کر مصیبتی باڑی کرو، کوئی کام سنبھالو لیکن اگر قرآن و حدیث کی خدمت کا دامن آپ نے تھام لیا۔ اللہ کی